

جامعہ منیہ لہور کا ترجمان

بیکاڈ

مفت شعبہ عالم بانی حضرت مولانا سید حامد میال

الحکایات

شعبان ۱۴۳۲ھ / جولائی 2011ء

کیا یہ درست ہے؟

اپنے ملک کو چھوڑ دنیں اور دوسرے کے ملک کو چھیڑ دنیں

ٹی۔ وی چین، جواز یا عدم جواز

زندگی کا مقصد کیا؟

مولانا انور شاہ کشمیری عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ان کے تلامذہ کی علمی خصوصیات

اچھے لوگوں کی محبت اور اُس کے اثرات

جامعہ منیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

تیرے سبیو ہیں تیرے جام

اے کہ تیرا وجود پاک باعث فخر کائنات
اے کہ تیرے غلام ہیں فاتح مصروف قدس و شام

اے کہ تیرے ظہور سے علم عمل کے در کھلے
مہر یقین و سوزِ تام تیری عطا ہے تیرا نام

اے کہ تری زبان ہوئی منظہر تیر دو جہاں
کشفِ شہود غیب ہے وحی تری ترا کلام

اے کہ تری نگہ ہوئی کفر و ظلم کی پرده سوز
رحمتِ عام و لطفِ خاص ہے تری تنی بے نیام

تیرا غبار رہ گزر ہادی و قائدِ اُمّم
نقر و غنا و عیش و غم تیرے سبیو ہیں تیرے جام

اے کہ تیرا دوامِ حون ناشر علم وفضل و عدل
مہر وفا و داغِ عشق تیرا سکوت اور کلام

تجھ کو رہی صباح و لیل امت ناقواں کی فکر
بس کہ تمام منظر تیرا سعید نا تمام

(مشتی محمد سعید خان)



ٹی۔وی چینل

(T.V CHANNEL)

جواز یا عدم جواز

مفتی محمد سعید خان

کیا اس دور میں علماء اهل السنۃ والجماعۃ کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اس مسلک حقہ کی تبلیغ کے لیے ایک اپنا ٹی۔وی چینل (T.V Chanel) قائم کریں؟

اس سوال کے جواب میں بہت سے علماء اهل السنۃ والجماعۃ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور بہت سے علماء اهل السنۃ والجماعۃ اس کے مخالف بھی ہیں۔ دونوں طرف اہل حق ہیں اور ہر کوئی اپنے موقف کی تصحیح کے لیے دلائل بھی پیش کرتا ہے۔

جو علماء کرام حنفیہ ٹی۔وی چینل (T.V Chanel) کے سخت مخالف اور تصویری کی وجہ سے اسے حرام قرار دیتے ہیں، ممکن ہے، امت مسلمہ کے ایک گروہ کا تعامل ان کی نظر سے نہ گذرا ہو۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ اس پر بھی غور فرمائیں۔

علماء اهل السنۃ والجماعۃ رحمہم اللہ کے تعامل کا مسئلہ یہ ہے کہ تاریخ سے واقف ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسلمانوں نے سپین (Spain) پر تقریباً آٹھ سو برس تک کی حکومت کی اور وہاں مکمل طور پر فقہ ماکنی راجح رہا۔ امیر المؤمنین اور قاضی القضاۃ سے لے کر مملکت کا ایک عام شہری تک اس فقہ پر عمل کرتا تھا اور ملک و قوم کے فیصلے بھی اس فقہ کی روشنی میں کیے جاتے تھے۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اپنے حکمرانوں سے قریب اور ان کے رویے سے واقف ہوتے چلے

گئے اور آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے حکمرانوں کا وہ رعب و بد بہ نکلتا چلا گیا جو زمانہ سابق میں ہوا کرتا تھا۔ ائمہ اور قضاۃ کے رعب کی کمی سے یہ نقصان ہوا کہ لوگوں نے قانون پر عمل ترک کر دیا اور معاشرے میں لا قانونیت پھیلنے لگی۔

لوگوں کے دلوں میں حکمرانوں اور عدیہ کی عظمت رفتہ کو کیسے واپس لایا جائے؟ اس دور کے فقهاء اور اہل علم نے اس مسئلے پر غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچ کہ ولاتہ الامر (حکمرانوں) اور قضاۃ کے مجسمے بنائے جائیں اور جگہ جگہ چوراہوں پر یہ مجسمے اور بت نصب کیے جائیں تاکہ برس رام شاہراوں پر جب لوگ ان بتوں اور جسموں کو دیکھیں تو ان کے دلوں میں حکمرانوں اور قاضیوں کی عظمت پیدا ہو۔ اور یہ عظمت عوام کو قانون کی پابندی پر آمدہ کرے۔

اور فقهاء کرام رحمہم اللہ کے پیش نظر یقیناً وہ تمام روایات رہی ہوں گی جن میں حضرت رسالت آب علیہ السلام نے مجسمہ سازی اور بت گری سے سختی سے منع فرمایا ہے لیکن اس دور اور پیدا شدہ صورت حال کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ان احادیث و روایات کے باوجود مجسمہ سازی اور بت گری کے جواز کا فتویٰ دیں۔ چنانچہ انہوں نے ملکی مصالح کی خاطر یہ فتویٰ دیا اور مجسمہ سازی و بت گری کو حرام قرار دیتے کی وجہے مددوب (مستحب) یعنی قابل ثواب قرار دیا۔ انہوں نے بتایا کہ دنیا کے حالات جب بدل جاتے ہیں تو فتویٰ بھی بدل جایا کرتا ہے۔ وقت اور معاشرے کی تبدیلی، فتویٰ میں تبدیلی کی گنجائش پیدا کرتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مدینہ طیبہ میں رہن سہن بالکل سادہ اور معمولی تھا۔ پھر جب وہ شام تشریف لائے تو وہاں کے امیر حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اپنے اور عوام کے درمیان فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ ان کے ہاں باقاعدہ پردے لٹکائے جاتے تھے اور عوام کو

۱۔ والمندوب : وهو ما ثياب على فعله ويعاقب على تركه (انيس الفقهاء للروى الحنفي رضي الله عنه، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فالاحكام سبعة، ص: ۳۲).

حکمرانوں سے کچھ فاصلے پر رکھا جاتا تھا۔ حکمرانوں کی سواریاں بہت اعلیٰ درجے کی اور ان کا لباس بھی، لباس فاخرہ، ہوتا تھا۔ طرزِ حکمرانی بھی بادشاہوں جیسا تھا۔

اس پر امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے باز پرس فرمائی کہ میں یہ سب کیا دیکھ رہا ہوں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ یہاں شام میں چونکہ ہمارا مقابلہ عیسائیوں اور دیگر اقوام سے ہے، تو اس لیے اسی شان سے رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ سب کچھ ہماری ضرورت ہے اس پر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(معاویہ رضی اللہ عنہ) نہ تو میں آپ کو یہ حکم دیتا ہوں کہ یہ لا امرک ولا انهک

سب کچھ کیا کریں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں۔

مراد یہ تھی کہ حالات کو دیکھ کر جو بھی مناسب فیصلہ ہو کر لیا جائے۔

ان فقہاء کرام حبهم اللہ نے مجسمہ سازی اور بتوں کو نصب کرنے کی دوسری دلیل یہ دی کہ نماز تراویح، حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلیفہ سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی پڑھی جاتی تھی لیکن وقت کے ساتھ یہ تبدیلی آئی کہ دور فاروقی میں تمام لوگ اسے باجماعت ادا کرنے لگے تو ایسے ہی ہم سے پہلے دور میں عام راستوں پر ان جسموں کو نصب کرنے کی ضرورت نہ تھی چونکہ ہمارے دور میں یہ ضرورت ہے، اس لیے ہم اس کو اختیار کر رہے ہیں۔

پھر انہوں نے اس کی ایک تیسرا دلیل بھی دی کہ دیکھو حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود تو نان جویں (جو کی روٹی) اور نمک سے کھانا کھالیا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ تمام لوگ اس سادگی سے زندگی بسر نہیں کر سکیں گے اس لیے انہوں نے اپنی خلافت کے اہل کاروں (علمیں) کے لیے روزانہ آدمی بکری کا گوشت، کھانے کے لیے معین فرمایا۔ وہ جانتے تھے کہ عام لوگ اگر اپنے حکمرانوں کو جو کی روٹی اور نمک کھاتا دیکھیں گے تو انہیں غریب جانیں گے اور اس طرح خلافت کا جو ایک رُعب عوام کے دلوں میں ہونا چاہیے، وہ نکل جائے گا۔

مجسمہ سازی اور بتگری کے حق میں دلائل دینے والے، یہ فقہاء کرام حبهم اللہ کوئی معمولی مفتی یا فقیہہ نہ تھے، یہ امام قرافی اور امام شاطبی حبهم اللہ جیسی شخصیات تھیں۔ حضرت الامام ابوالعباس احمد بن ادريس القرافی المتوفی ۶۸۲ھ تحریر فرماتے ہیں۔

تیری قسم کی بدعات وہ ہیں جو کہ مستحب ہیں اور یہ وہ بدعات ہیں جو کہ کسی فعل کو منتخب قرار دینے کے اصولوں پر پوری اترتی ہیں۔ شریعت میں ان منتخب بدعات کی ایک مثال تراویح کی جماعت بھی ہے اور اپنے دور کے حکمرانوں اور قضاۃ کی تصاویر بنانے بھی ہے۔ اور یہ تصاویر بنانا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ لیکن ان آئمہ اور قضاۃ کی اقامت صور میں مصلحت یہ ہے کہ کسی بھی مملکت میں نظم و نقش جیسے مقاصد شرعیہ اسی وقت حاصل کیے جاسکتے ہیں، جب حکمرانوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہو۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں عظمت لوگوں کے دلوں میں اس وجہ سے تھی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت پر مضبوطی سے عمل پیرا تھے اور انہوں نے بھرت میں بھی پہل کی تھی لیکن ان کے جانے کے بعد آنے والے دور میں حکومت کا نظام بگڑ گیا اور وہ دور بھی آگیا۔ پھر ایسا

(القسم الثالث) من البدع مندوب إليه، وهو ما تناولته قواعد الندب ، وأدلتة من الشريعة كصلة التراویح، و إقامة صور الأئمة والقضاء ، و ولادة الأمور على خلاف ما كان عليه أمر الصحابة بسبب أن المصالح ، والمقاصد الشرعية لا تحصل إلا بعظامه الولادة في نفوس الناس ، وكان الناس في زمن الصحابة معظمهم إنما هو بالدين ، وسابق الهجرة ، ثم اختل النظام وذهب ذلك القرن ، وحدث قرن آخر لا يعظامون إلا بالصور فيتعين تفحيم الصور حتى تحصل المصالح ، وقد كان عمر يأكل حب الشعير والملح ويفرض لعامله نصف شاه كل يوم لعلمه بأن الحالة التي هو عليها ولو عملها غيره لهان في نفوس الناس . ولم يحترموه ، وتجاسروا عليه بالمخالفة فاحتاج إلى أن يضع غيره في

۱- الفروق ، الفروق لثانی والخمسون والمائتان بین قاعده بین قاعده ما یحرم من البدع ، وینهى عند ، وینهى بین قاعده مالا ینهی عنه منها . ج: ۴ ، ص: ۳۴۶ .

دور آیا جس میں لوگوں کے دلوں میں حکمرانوں کی عظمت اس وقت تک نہیں بھائی جا سکتی تھی جب تک کہ ان کے بھجے نہ بنائے جائیں۔ تو یہ طریقہ طے کر لیا گیا کہ مصالح حاصل کرنے کے لیے یہ قصاویر (بت) بنائی جائیں۔ حضرات صحابہ کرام رض کے عکس اس طرز عمل کو یوں ہی سمجھنا چاہیے جیسے کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رض کو کی روٹی اور نمک سے کھانا کھایتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے عالیین کے لیے روزانہ ایک خواراک آدمی بکری مقرر کی تھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس طرح کی سادہ زندگی خود ان کی اپنی ہے، اگر دوسرے امراء کی زندگی بھی ایسی ہی سادہ ہوگی تو رعایا کے دلوں سے ان حکمرانوں کی بیبیت نکل جائے گی۔ اور وہ اپنے حکمرانوں کا احترام نہیں کریں گے بلکہ ان کی مخالفت کی جسارت بھی کرنے لگیں گے۔ تو حکومتی نظام بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ حکمرانوں کا رعب کوئی اور صورت اختیار کر کے لوگوں کے دلوں میں قائم کیا جائے۔

پھر یہی وجہ تھی کہ جب آپ شام تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت معاویہ رض کا طریقہ کار ملاحظہ فرمایا۔ انہوں نے اپنے اور رعایا کے درمیان فاصلے کے لیے پردے لٹکار کھٹے۔ ان کی سواری کے جانور بہت عمده اور بڑھیا تھے۔ ان کا لباس بھی لباس فاخرہ تھا اور ان کا طرز زندگی ایسا تھا جیسا کہ باڈشاہوں کے طور طریقہ ہوتے ہیں۔ تو آپ نے ان سے اس طرز زندگی کی وجہ دریافت کی تو حضرت معاویہ رض نے عرض کیا: امیر المؤمنین ہم جس سرحدی علاقے (شام) میں رہ رہے ہیں، یہاں اس طرز زندگی کو رکھنے کے لئے کم تھا جیسا کہ محتاج ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نہ تو میں یہ حکم دیتا ہوں کہ اس طریقے کو قائم رکھا جائے اور نہ میں اس سے منع کرتا ہوں۔

صورةٌ أخرى لحفظ النظام ولذلك لما قدم الشام، ووجد معاوية بن أبي سفيان قد اتخذ الحجاب وأرخي الحجاب ، واتخذ المراكب النفسية والثياب الهايلة العلية، وسلوك ما يسلكه الملوك، فسأله عن ذلك فقال : أنا بأرض نحن فيها محتاجون لهذا، فقال له ؟ لا أمرك ولا أنهاك ، ومعناه أنت أعلم بحالك. هل أنت محتاج إلى هذا، فيكون حسناً أو غير محتاج إليه؟ فدل ذلك من عمر وغيره على أن أحوال الأئمة ، وولة الأمور تختلف باختلاف الأعصار والأمسكار والقرون والأحوال ، فلذلك يحتاجون إلى تجديد زخارف وسياسات لم تكن قديماً ، وربما وجبت في بعض الأحوال.

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ، اپنے حالات کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ طرز زندگی آپ کے لیے زیادہ بہتر ہے یا یہ کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ اور حکمرانوں کے یہ واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ جب وقت بدل جائے یا مختلف ملک ہوں یا پھر حالات میں تبدیلی آجائے یادو زمانوں کے درمیان صدیوں کا فرق پڑ جائے تو طرز حکمرانی کا مختلف ہونا ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کو یہ ضرورت پیش آئی کہ ان رخarf (جسموں، بتوں، مورتیوں) اور تدبیر نافعہ کو نئے سرے سے زندہ کیا جائے، جو کہ اس سے پہلے اسلام کے دور میں نہیں تھیں (بلکہ زمانہ کفر میں تھیں) اور بعض اوقات تو حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ ان اقدامات کو کرنا محض مستحب ہی نہیں، واجب قرار دیا ہے۔

ان ائمہ کرام حبهم اللہ کے موقف کے بعد امام ابو الحسن ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی رضی اللہ عنہ توفی ۹۰۷ھ کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو، جس میں انہوں نے ائمہ، قضاء اور دلاۃ الامور کے جسموں کی تنصیب کو بدعت قرار نہیں دیا۔^۱

اور جہاں تک تعلق ہے حکمرانوں، قاضیوں اور حکومت سنبھالنے والے افراد کے مجسے کھڑے کرنے کا تو یہ طریقہ اسلاف کے اگرچہ خلاف تھا لیکن یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ اس کام کو بدعت نہیں تصور کیا جائے گا اور یہی بات صحیح ہے۔ اور اگر کوئی اس فعل کو بدعت کہے گا تو اُسے بہت دور کی کوڑی لانی پڑے گی۔

وأما إقامة صور الأئمة والقضاة وولاة الأمر على خلاف ما كان عليه السلف فقد تقدم أن البدعة لا تتصور هنا، وذلك صحيح ؟ فإن تكفل أحد فيها بذلك فيبعد جداً.

ان گذارشات کی روشنی میں اہل علم و حق میں سے جو علماء کرام حبهم اللہ ٹی۔ وی چینل (T.V CHANNEL) کے خلاف ہیں وہ غور فرمائیں کہ ان حالات میں چینل کا جاری کرنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر بھی ضروری نہیں ہے تو پھر کب ضروری ہوگا؟ اور اگر یہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ کثر اللہ سوادھم یہ

¹ الاعتراض ، الباب السابع في الابتداع ، فصل أفعال المكلفين ، ج: ۲ ، ص: ۳۰۹۔

کام نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟

مندرجہ بالا ”كتاب الفروق“، کا حاشیہ ”ادرار الشروق علی انواع الفروق“، کے نام سے امام ابوالقاسم عبداللہ بن الشاطئ المتونی رض نے تحریر فرمایا ہے لیکن انہوں نے اس مندرجہ بالا عبارت پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ بھی امام قرآنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس موقف کے قائل تھے یا یہ کم سے کم وہ اس موقف کے مخالف نہیں تھے کیونکہ جس شخص نے بھی اصل کتاب (الفروق) اور اس حاشیے (ادرار الشروق) کا مطالعہ کیا ہے، وہ جانتا ہے کہ مخشی کسی طرح ماتن کے بیان کردہ اصول و قواعد کی تشریح اور تنقید کرتے ہیں۔ اگر وہ مخالف ہوتے تو اس مقام پر کچھ تو اظہار تکلّد رکرتے۔

پھر ان دونوں کتابوں (متن اور حاشیہ) پر اشیخ محمد علی مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تهذیب الفروق والقواعد السنیۃ فی الاصرار الفقیہیه“ کے نام سے ایک عمده حاشیہ مزید تحریر فرمایا ہے لیکن وہ بھی اصل کتاب (الفروق) کی اس مکمل عبارت کو اپنے حاشیے میں نقل کر گئے ہیں اور کوئی رد یا تنقید نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس عبارت سے متفق تھے۔

موجودہ ذرائع میں اگر بات صرف اس حد تک محدود رہتی کہ اہل بدعت اپنی بدعاوں کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور یہ ذرائع اشاعت بدعت میں معاون ثابت ہو رہے ہیں تو چیلے پھر بھی کوئی بات تھی لیکن اب تو صورت حال یہ ہے کہ اہل بدعت نہیں اہل کفر اپنے کفر کو حلم کھلا بیان کرتے ہیں اور اسلام کے نام پر کفر کی دعوت یعنی الحاد سے بڑھ کر زندقة پھیلارہے ہیں۔ ہماری نئی نسلیں اس اسلام کو جاننے اور پھیلانے کا کام کر رہی ہیں جو اسلام نہیں میدیا سے مل رہا ہے۔ مغربی تہذیب سرچڑھ کر بول رہی ہے اور ٹی۔وی چینلز (T.V Chanles) اور انٹرنیٹ پر اسلام کی تشریح وہ کر رہے ہیں جو کتاب و سنت میں لمحہ اور ترمیم و اضافے کے بھی قائل ہیں اور حفاظت قرآن اور ختم نبوت جیسے قطعی عقائد کے بھی منکر۔



میرے شام و سحر مدینے میں

ہے مرا چارہ گر مدینے میں
منزل و راہبر مدینے میں

سارے رستے حضور ﷺ کے گھر کے
ہو گئے ہم سفر مدینے میں

کتنی صدیوں پہ ہو گئے ہیں محیط
میرے شام و سحر مدینے میں

کتنی صحابیں ظہور کرتا ہے
جا گنا رات بھر مدینے میں

تو نے کچھ بھی تو دیکھنے نہ دیا
اے مری چشم تر مدینے میں

کیسے کعبہ سے ہو کے لوٹ آؤں
میرا رخت سفر مدینے میں

یاد فرمائیے مرے مولا
مجھ کو بار دگر مدینے میں

کتنے ہوتے ہیں خوش نصیب عطااء
جن کے ہوتے ہیں گھر مدینے میں

(علاء الحنفی)

بِسْكَرِيَّة: فَتْ نُبَرْ ماَنَدَا رَاشِدَا لَاهُور



تیار کردہ: وحید حفظی گھنی انڈسٹریز پرائیویٹ لیمیٹڈ (فوجی بنا سپتی) پلاٹ نمبر B-2، انڈسٹریل میل سینٹ ٹھکار، پاکستان

فون نمبر: 0995-617256, 617257, 617010

فیس نمبر: 617011